بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کلمے میں دو (۲) کُفر
چار (۴) شِرک کیا ہیں؟

مُصنف:

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ
محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی
معروف پیر مدظلہ العالی

نورِ نگاہِ پیر عادلؒ حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
عبد الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری
پیرؔ فہمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

کلمے میں دو (۲) کُفر
چار (۴) شِرک کیا ہیں؟

مُصنف:

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ
محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معروف پیر مدظلہ العالی

انتساب

لاکھوں احسان وشکر اُس رب کائنات کا، کروڑوں درود وسلام آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو جہاں محمد مصطفے ﷺ پر وصد درصد احسان وشکر پیرانِ پیر روشن ضمیر حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ وخواجہ ءِ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وتمامی اولیاء ومشائخین رضوان اللہ تعالی اجمعین کا جن کی روحانی امداد ہردم قدم پر شامل حال ہے۔ انسان خدا کا مظہر اتم ہے۔ اس لئے وہ قابلیت رکھتا ہے کہ صفاتِ بشری کو فنا کر کے خدا میں مل جائے اور خدا کے صفات حاصل کر کے بقا کے مرتبہ کو پہنچے۔ رسول وپیغمبر علیہ السلام خدا کے مظہر خاص ہوتے ہیں۔ حصول معرفت کے لئے انسان کومختلف ذرائع سے

گزرنا پڑتا ہے۔ میرے آقا و مولا پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ محمد عبدالرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری پیر فہمی مدظلہ العالی نے اِنھیں رموز سے آگاہی بخش کر خلافتِ قادریہ عالیہ خلفائیہ و خلافت چشتیہ بہشتیہ سے سرفراز فرما کر مسند رشد و ہدایت پر فائض کیا۔ اسی رشد و ہدایت کے ضمن میں کتاب ِھٰذا ''کلمے میں دو کفر چار شرک کیا ہیں؟'' ہے۔ جو میں اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ ولایت میں نذر کرتا ہوں۔

گر قبول افتذ زہے عز و شرف

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی **معروف پیر** مدظلہ العالی

کلمے میں دو کفر چار شرک کیا ھیں؟

کلمے میں دو کفر اور چار شرک کیا ہے؟ سلسلے کے مریدین اور دگر سلاسل کے مریدین نے مجھ سے یہ سوال پوچھا ہے۔ سوال پوچھنے والا اپنے مقام و مرتبے سے سوال کرتا ہے۔ سوال تو ایک ہی ہے لیکن سوال پوچھنے والے کے مقامات الگ الگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگوں کی عقل کے مطابق کلام کرو تو آج ہم پوری پوری کوشش کریں گے کہ اس سوال کا جواب دیا جا سکے جو جس مقام پر ہے وہ جواب عکس کر لے گا۔ اگر کسی کو سمجھ میں نہ آئے تو وہ اپنے پیر کامل کی بارگاہ سے اس کے جواب کو حاصل کرے یہ یاد رکھنا جب پیر عرفان کی تھیلی کو

الٹتا ہے مرید ہو یا عقیدت مند ہو وہ یہ سمجھتا ہے کہ پیر کامل نے سب کچھ عطا کر دیا مگر یاد رکھو جب وہ تھیلی کو الٹتا ہے تو اس کی مٹھی بند ہوتی ہے اُس کی مٹھی میں ابھی بھی ہزاروں راز و نیاز موجود ہے۔ پیرانِ عظام کے پاس تین طرح کے علوم ہوتے ہیں ایک وہ جو عام لوگوں کو بتاتا ہے دوسرا وہ جو مرید اور عقیدت مندوں کے بیچ اس کی تشریح کرتا ہے اور اُن کو عطا فرماتا ہے اور ایک خاص الخاص ہے جو وہ چاہ کر بھی دوسروں کو دے نہیں سکتا کیونکہ یہ وہ علم ہے جو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا یہ علم کا مقام الگ ہے اس کو خواجہ بندہ نواز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

منہ سے کہے شکر تو زباں کو نہیں مزہ
جس نے چکھا زباں پر لذت وہی لیا

تو کوشش کروں گا کہ جتنے بھی مقامات کے لوگ ہیں ان تک میرا جواب پہنچ سکے تو یہ سوال ۸۰۰ سال پرانا ہے یہ سوال حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ کے پاس سے آیا ہے۔

در کلمہ ءِ کفر دو شرک ست چہار
از طفیلِ مرشد کامل برار

مولانے رومیؒ فرمارہے ہیں کہ۔

اس کلمے کے اندر دو کفر اور چار شرک ہے اس کا جو راز ہے آپ کو پیر کامل کے طفیل ہی ملے گا۔ تو سوال بھی بتا دیا اور اس کا جواب کہاں سے ملے گا یہ بھی بتا دیا۔ اس

سوال کو اگر الگ پہلو سے دیکھو تو یہ جواب ہے۔اب اس کا سوال ڈھونڈنا ہوگا یہ دو کفر اور چار شرک کہاں سے آئے۔ مولانا رومیؒ نے کہا کہ کلمہ میں دو کفر چار شرک ہے۔تو کس کلمہ میں دو کفر اور چار شرک ہے؟اس پر بھی غور و فکر کرنا ہوگا کیا یہی کلمہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** میں ہے؟ تو قران مجید نے اس کلمہ کو پاک کہا اس کا نام ہی کلمہءِ طیب ہے اس کے معنی ہیں پاک کلمہ یہ کون کہہ رہا ہے تو اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے نبی اکرم ﷺ کہہ رہے ہیں اولیاء کرام کہہ رہے ہیں صوفیا کرام کہہ رہے ہیں کہ یہ کلمہ پاک ہے۔اس لیے اس کا نام رکھا ہے کلمہ طیب یہ کلمہ پاک ہے کیونکہ اس میں دو عظیم ہستیوں کے نام 'اللہ' پاک اور محمد ﷺ پاک ہیں اور یہ ایسا کلمہ پاک ہے جس کی روح میں, قلب میں, خیال میں سانسوں میں اتر گیا اس کو پاک کر دیا تو اس کلمہ کو جس نے

پالیا وہ پاک ہو گیا۔ تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ کلمہ پاک ہے۔ تو یہ دو کفر اور چار شرک جو کہہ رہے ہیں یہ تو گندگی ہے اور کلمہ طیب پاک ہے تو یہ پاک میں غلاظت کیسے آ سکتی ہے یہ کلمہ تو کفر و شرک کو مٹانے آیا ہے۔

تو پھر ہمارے مشائخ عظام نے کیا غلط کہا؟ آخر کیا بات ہے؟ ہمارے مشائخ عظام کوئی نکتہ سمجھاتے ہیں تو ان کی بارگاہ میں بیٹھنے والا کوئی کم فہم وہ سن لیتا ہے۔ اور جا کر لوگوں کے اندر غلط طریقہ سے بیان کرتا ہے صحیح بات بھی اگر غلط طریقے سے بیان کی جائے تو وہ صحیح بات بھی غلط ہو جاتی ہے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی ایک بات سے سمجھتے ہیں آپ فرماتے ہیں جو سورہ فاتحہ پڑھتا ہے اگر اس کی حاجت پوری نہ ہو تو وہ بروز حشر میرا دامن گیر ہو۔ مگر اس میں ایک شرط ہے جب تم سورہ فاتحہ پڑھو اس میں سات بتوں کے نام نہیں آنا چاہیے تو وہ سات

بُت کون سے ہے۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيْمِ (1) اَلْحَمْدُ للّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (2) الرَّحْمنِ الرَّحِيْمِ (3) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (4) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (5) اهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُستَقِيْمَ (6) صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنعَمتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْنَ (7)

(1) دلِل (2) هرب, (3) كيو (4) كانع

(5) كنس, (6) تعال, (7) بعال

تو سورہ فاتحہ سے بہترین کوئی دُعا نہیں ہے جو آپ مانگتے ہیں وہ بھی سورہ فاتحہ میں ہے اور جو نہیں مانگتے وہ بھی سورہ فاتحہ میں ہے اور یہ سکھایا کس نے تو اللہ تعالیٰ نے اور اللہ سے بہترین سکھانے والا کوئی نہیں ہے۔ تو یہ سورہ فاتحہ ہم

100 کی رفتار سے پڑھتے ہیں جب حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی بات سنی تو تم رُک رُک کے پڑھیں گے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ اور غور و فکر سے پڑھیں گے۔ کلمہ طیبہ میں جب ہم نے سنا کہ اس میں دو کفر اور چار شرک ہے تو ہم اسے غور سے پڑھیں گے اور جتنی غور و فکر سے پڑھیں گے تو اس کو اس کے اتنے فائدے ہوں گے ۔کلمہ طیب کے فضائل سے تو ہم سب واقف ہی ہے تو اب ہم آتے ہیں ایک اور پہلو کی طرف۔

دو کفر چار شرک
کلمہ سمجھ کے پڑھ

کیا مطلب جس طرح سے یہ کلمہ ہے اس طرح سے تمام مخلوق بھی اللہ کا ایک کلمہ ہے جیسا کہ سید المکاشفین

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالی علیہ اپنی کتاب فصوص الحکم صفحہ 256 میں فرماتے ہیں کہ

تمام مخلوقات امرِ کُن سے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کلمۃ اللہ (اللہ کا کلمہ) ہے۔ اب ذرا اس پر غور کرو کہ ہمارے منھ سے الفاظ و کلمات کس طرح نکلتے ہیں۔ ہم سانس لیتے ہیں۔ ہماری سانس کی ہوا مختلف مقامات سے مختلف مخارج پر سے گزرتی ہے تو منھ سے لفظ یا کلمہ نکلتا ہے۔ بلا تشبیہ فیض الہی سے لفظ کُن بھی مختلف اسماء و صفات پر سے گزرنے کے بعد نمایاں و مشہود ہوتا ہے۔ اُس کو کلمۃ اللہ (اللہ کا کلمہ) اور مخلوق کہتے ہیں۔

(فصوص الحکم صفحہ 256)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

سورۃ النساء آیت 171

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُه

بیشک یہ مسیح عیسیٰ ابنِ مریم (علیہما السلام) اللہ کا رسول اور اللہ کا کلمہ ہے۔

سرکار پیر عادلؔ بیجا پوریؒ فرماتے ہیں۔

انسان کے برزخ کا کلمہ ہی نمونہ ہے
یہ بات سمجھنے کو بیعت تیری ہونا ہے

بندہ خود کلمہ ہوا اور بندگی کلمے میں ہے
کنت کنزاً کا یہ سارا بھید بھی کلمے میں ہے

یعنی ہر بشر اللہ کا کلمہ ہے تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ دو کفر چار

شرک اس کلمے میں نہیں بلکہ تم میں ہے تو وہ کیسے تو کفر و کافر کا لغوی معنیٰ انکار کرنے کسی چیز کو چھپانے کے ہیں اور رات کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام چیزوں کو چھپا لیتی ہے۔اسی طرح کاشتکار چونکہ زمین کے اندر بیج کو چھپاتا ہے۔اس لئے اسے بھی کافر کہا جاتا ہے۔

اور شرک کا مطلب ہوتا ہے شریک کرنا جس طرح کلمے میں چھ لفظ

(۱)**لا** (۲)**الہ** (۳) **الا اللہ** (۴) **محمد** (۵) **رسول** (۶) **اللہ** ہیں اسی طرح اللہ تعالی نے بھی تمہیں چھ چیزوں سے بنایا ہے اللہ تعالی قرآن میں فرماتا ہے۔

خلق الانسان من صلصال کالفخار

ہم نے انسان کو بجتی ہوئی (۱) مٹی سے بنایا، مٹی میں (۲) پانی ڈالا پھر ایک شکل دی پھر سوکھنے رکھا تو (۳) ہوا

لگی پھر اسے (۴) آگ میں ڈال دیا تو ان چار عناصر کو اللہ تعالی نے شریک کیا اور (۵) روح اور (٦) نورِ محمدی ﷺ کو چھپا دیا تو یہ تمہارے اندر چار شرک اور دو کفر لغوی معنی کے طور پر ہے۔ صوفیا کرام ہر چیز کو اپنے اوپر اعتبار کرتے ہیں جب فرعون کی بات کی جاتی ہے تو وہ اپنے نفس کی اصلاح کرنے لگتے ہیں موسی علیہ السلام کا تذکرہ ہوتا ہے تو اپنی روح کی اصلاح کرنے لگتے ہیں۔ تو ہر عناصر کی اپنی اپنی صفت ہے جیسے آگ کی صفت تکبر، انانیت جو تمہیں شرک کی طرف لے جائے اس کو ہٹا دینا اور عاجزی لے کر آجانا۔

اب ہم ایک دوسرے پہلو پر آجاتے ہیں اگر ہم کہتے ہیں یہ کلمہ ہے تو اس کے اندر ایک باریک نکتہ نفی اور اثبات کا ہے یہ نفی اور اثبات کی وجہ سے دو کفر اور چار شرک کا ظہور ہوا۔ کلمہ میں دو کفر چار شرک نہیں ہے بلکہ اس کی نفی

واثبات کرنے میں دو کفر اور چار شرک کا شائبہ پیدا ہوتا

ہے۔

کفر اول ازروے شریعت

کفر اول ازروے شریعت لا الہ کلمہ نفی ہے غیر الہ کو معبود حقیقی ماننا کفر ہے حتیٰ کے خود اس کا نفس ہی کیوں نہ ہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے۔

سورۃ الجاثیۃ آیت ۲۳

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَـٰهَهُ هَوَاهُ (23)

" کیا آپ نے اس کو یکھا جس نے اپنی خواہشات نفس کو اپنا معبود (خدا) بنالیا ہے

خواہش نفس کو خدا بنا لینے سے مراد یہ ہے کہ آدمی اپنی خواہش کا بندہ بن کر رہ جائے جس کام کو اس کا دل چاہے

اسے کر گزرے، خواہ خدا نے اسے حرام کیا ہو، اور جس کام کو اس کا دل نہ چاہے اسے نہ کرے، خواہ خدا نے اسے فرض کر دیا ہو۔ جب آدمی اس طرح کسی کی اطاعت کرنے لگے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کا معبود خدا نہیں ہے بلکہ وہ ہے جس کی وہ اس طرح اطاعت کر رہا ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ زبان سے اس کو اپنا اِلٰہ اور معبود کہتا ہو یا نہ کہتا ہو، اور اس کا بت بنا کر اس کی پوجا کرتا ہو یا نہ کرتا ہو۔ اس لیے کہ ایسی بیچوں چرا اطاعت ہی اس کے معبود بن جانے کے لیے کافی ہے اور اس عملی شرک کے بعد ایک آدمی صرف اس بنا پر شرک کے جرم سے بری نہیں ہو سکتا کہ اس نے اپنے اس مطاع کو زبان سے معبود نہیں کہا ہے اور سجدہ اس کو نہیں کیا ہے۔

نفسِ انسانی میں ہر خواہش ایک بت کے مانند ہے
غرض نفسِ انسانی میں تین سو ساٹھ خواہشات تین سو

ساٹھ بت موجود ہیں۔ جن میں سے پانچ بت (۱) حُبل (۲) لات (۳) منات (۴) عُزّیٰ (۵) طاغوتؔ بڑے اور قوی ہیں۔ جن کی نفی کے بغیر ایمان ناقص اور نفس ناپاک رہتا ہے۔

غیر 'اِلٰـــہَ' کی نفی کا طریقہ پیرِ کامل سے پائے بغیر بلا فہم حقیقت لَا اِلٰہَ گر کہے تو کفر ہے۔

از روئے طریقت و حقیقت: خود کو ظاہر کرنا اور حق کو نہاں کرنا غفلت دوئی و کثرت میں رہنا ہی کفر مجازی ہے۔

وَاِنَّ فَـرِیْـقـاً مِـنْـھُـمْ لَیَـکْـتُـمُـوْنَ الْـحَقَّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ.
(سورۂ بقرہ آیت نمبر ۱۴۶)

ترجمہ: اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتے ہیں۔

وَلَا تَلْبِسُو ا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُو ا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اور حق سے باطل نہ ملاؤ اور دیدہ ودانستہ حق نہ چھپاؤ۔ (سورۂ بقرہ آیت ۴۲)

تحقیق سے کر کلمہ کا یقیں
ہے کون یہاں اور کون نہیں

"لا" کلمۂ نفی ہے۔ یہ نفی کس کی ہے؟ یہ معبود غیر حقیقی کی نفی ہے کیونکہ جو موجود بالذات نہیں وہ حق نہیں۔ اور جو حق نہیں وہ معبود نہیں اس لئے غیر حق کی نفی شرطِ توحید ہے اس کے بالمقابل غیریت جو بے اعتباری اور وہم وخیال ہے۔

واقفِ اسرارِ خفی وجلی حضرت سید افتخار علی وطن صاحب قبلہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو صفت سے پیدا کیا ہے۔ ایک حیوانی دوسری ملکی ابتدا میں وصف حیوانی کا غلبہ رہتا ہے اس لئے بھولا ہوا رہتا ہے۔ جب شریعت وطریقت کے علم سے واقف ہوگا تو عبادت و ریاضت سے اور مجاہدہ کے ذریعے وہ بھول دفع ہوگی تو سمجھ پیدا ہوگی کہ میں نہیں ہوں حق ہے۔

(عرفانِ وطنؒ)

ہستیٔ حق میں تو کر اپنا وطن
میں پنا کر حق کے میں پن میں دفن

تا بہ جاروب ''لا'' بہ روبی راہ
کے رسی در مقام الا اللہ

(جب تک ’’لا‘‘ کی جھاڑو سے راستہ صاف نہ کرو گے الا اللّٰہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچ سکتے۔)

شیخ المشائخ حضرت شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ فرماتے ہیں کہ مقام توحید کے معاملات بہت نازک ہیں جس وقت مرید کی چشم باطن پر عالم توحید منکشف ہوتا ہے عالم ایجاد کے کل موجودات اس کو غیر نظر آتے ہیں اس وقت غیر کی نفی کو وہ شرط توحید سمجھتا ہے آخر آتشِ غیریت لہک اٹھتی ہے اور ماسوا اللہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔(مکتوبات صدی ص ۲۸۲)

حضرت خواجہ نقشبندی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ الاقدس فرماتے ہیں، جو کچھ دیکھا‘ یا سنا‘ یا جانا گیا ہے وہ خدا تعالیٰ کا غیر ہے کلمۂ ’لا‘ کی حقیقت سے اس کی نفی کرنی چاہیئے۔(مکتوباتِ امام ربانی جلد اول ص ۱۱۳)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں۔ لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ اس کی مثل کوئی شئے نہیں یعنی بے مثل بے کیف ہے۔ علم شہود و معرفت کو ذات سبحانہٗ کی طرف راستہ نہیں مل سکتا جو کچھ لوگ دیکھتے ہیں یا جانتے ہیں یا پہچانتے ہیں سب اس ذات مقدس کا غیر ہے اس میں گرفتاری غیر میں گرفتاری ہے ۔لہٰذا اس کی نفی کرنا لازم ہے۔

(مکتوبات امام ربانی جلد اول ص ۱۲۸)

صرف کہ 'لا' کا سمجھنا ہی جو مشکل ہوگا
کیسے کہہ دوں کہ ہر ایک پیر بھی کامل ہوگا

(حضرت پیر عادلؒ)

کفر دوم ازروے طریقت

ازروئے شریعت: اِلَّا اللّٰہ کلمہ اثبات ہے۔معبودِ حقیقی کی نفی کفر ہے۔

ازروئے طریقت و حقیقت: حق کو ظاہر کرنا اور خود کو نہاں کرنا کفرِ حق ہے۔

وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ.

(سورۂ نور آیت ۲۵)

ترجمہ: اور جان لیں گے کہ اللہ ہی صریح حق ہے۔

اِلَّا اللّٰــــہ سو اثبات ہے

مجھ میں نظر آتی سو اللہ کی ذات ہے

یہی کفر۔ کفرِ حقیقی ہے جس کے معنے دوئی کے بالکل دور ہو جانے اور کثرت کے کلی طور پر چھپ جانے کے ہیں جو کہ مقام فنا ہے۔

امام ربّانی حضرت مجددِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ جس کے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ طریقت کا کفر شریعت کے کفر سے پوری طرح مناسبت رکھتا ہے۔ اگرچہ شریعت کا کافر 'مردود' ہے۔ اور سزا کا مستحق ہے اور طریقت کا کافر 'مقبول' ہے اور درجات کا مستحق ہے۔ کیونکہ یہ کفر اور پوشیدگی محبوب حقیقی کی محبت کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اس نے محبوب کے سوا سب کو فراموش کر دیا ہے۔ پس وہ مقبول ہوتا ہے۔ اور شریعت کا کفر جہالت اور سرکشی سے پیدا ہوتا ہے تو وہ لازماً مردود ہے۔

(مکتوبات امام ربانی جلد دوم ص ۱۲۲)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ۔ سب اسی جمعؔ (پوشیدگی کا وطن) کے درخت کے پھل ہیں کہ ان کا سبب محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے۔ یہ محبوب کے علاوہ ہر چیز ان کی نظر سے پوشیدہ ہو چکی ہے ۔ اور محبوب کے علاوہ کوئی چیز مشہود نہیں رہی ۔ اور یہ مقامِ ’جہالت‘ اور ’حیرت‘ کا ہے۔ لیکن یہ وہ جہالت ہے جو ’’محمود‘‘ ہے اور یہ وہ حیرت ہے جو ’’ممدوح‘‘ ہے۔

(مکتوبات امام ربّانی جلد دوم ص ۱۳۵۵)

اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی انسان نمک کی کان میں ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ آہستہ آہستہ ایسی چیز بن جائے جو نمک کے احکام سے رنگی جائے ۔ یہاں تک کہ وہ پوری طرح نمک ہو جائے ۔ اس میں کوئی چیز اپنی نہ رہے، نہ ذات نہ صفت ۔ تو لازماً اس کا قتل کرنا بھی جائز ہو گا اور کاٹنا بھی اور اس کا کھانا بھی

جائز ہوگا اور اس کی خرید و فروخت بھی مباع ہوگی۔ ایک مخلوق میں جب یہ صفت ہے کہ دوسری مخلوق کو اپنا ہم رنگ بنائے تو سلطانِ حقیقت میں یہ اصل اور یہ قوت کیوں نہ ہوگی کہ حالتِ استغراق میں سالک کو ایسے مشاہدے کی دولت سے مشرف کرے کہ صفاتِ بشریت اس سے زائل ہوجائیں اور عالم ملکوت میں پہنچ جائے ، پھر مقامِ ملکی سے بھی اس کو آگے بڑھا دے یہاں تک کہ ازروئے صفات وہ نیست ہوجائے۔ تجلّیِ ذاتی کا اس پر تصرف ہونے لگے،اس کی بولی کلامِ حق ،اس کی سماعت سماعِ حق ہوجائے وہ صرف درمیان میں ایک بہانہ معلوم ہو۔

مشائخ عظام میں سے جس نے بھی بظاہر شریعت کے مخالف باتیں کہیں ہیں وہ سب کفر طریقت کے مقام میں تھے۔ جو کہ سکر و عالم مستی کا مقام ہے۔ یہ وہ کفر ہے جس کی خبر منصور حلاج نے دی اور وہ اسی کفر

میں رہے اور اسی میں ان کی موت ہوئی۔

کَفَرْتُ بِدِیْنِ اللّٰہِ وَالْکُفْرُ وَاجِبٌ
لَدَیَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ قَبِیْحُ

ترجمہ: میں نے اللہ کے دین کا کفر کیا۔ اور کفر میرے نزدیک واجب ہے۔ اور مسلمانوں کے نزدیک برا ہے۔

حضرت منصور حلاجؒ	انا الحق	میں خدا ہوں
حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ	لیس فی جتبتی الا اللہ	نہیں میرے جبہ میں مگر اللہ
حضرت بایزید بسطامیؒ	سبحانی ماعظم شانی	میری شان پاک اور عظیم ہے

حضرت ابوبکر شبلیؒ انا اقوال انا فی الدارین غیری اسمع وھل

میں ہی کہتا ہوں میں ہی سنتا ہو بھلا میرے سوا کون ہے دو جہاں میں۔

اِن صَلَّیتُ اَشرَکتُ وَ اِن لَم اُصَلِّ کَفَرتَ

اگر میں نے نماز پڑھی تو شرک کیا اور نہ پڑھی تو کفر کیا۔

شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ

جب تک کافر نہ ہو مسلمان نہیں ہوتا

سید افتخار علی وطنؒ

جلوۂ حق صورت بت میں نمایاں ہو گیا
تھا جو ایماں کفر ٹھہرا کفر ایماں ہو گیا

معنی لفظِ اناالحق کو نہ پوچھ مجھ سے
ڈھونڈتا ہوں جو اسے آپ کو میں پاتا ہوں

حضرت پیر عادل بیجاپوریؒ فرماتے ہیں۔

عشق کے دریا میں ڈوبا اب جو ہونا ہو سو ہو
عشق کا فر ہم بھی کافر جب جو ہونا ہو سو ہو

تنبیہ: وہ شخص جو کیف وسرور و عالم مستی سے گفتگو کرے اور سب کے ساتھ صلح کے مقام میں ہو اور سب کو صراط مستقیم پر سمجھے اور خالق اور مخلوق میں تمیز ثابت نہ کرے اور ان میں دوئی کا قائل نہ ہو۔ اگر ایسا شخص مقام جمع میں پہنچا ہوا ہے اور کفر طریقت سے متحقق ہو چکا ہے اور ماسوا کو بالکل بھول چکا ہے تو وہ مقبول ہے۔ اور اس کی باتیں سکر و مستی سے پیدا ہوئی ہیں اور ان کا ظاہری مطلب نہیں لیا جائے گا اور اگر وہ شخص اس حال کے حصول کے بغیر اور کمال کے پہلے درجہ میں پہنچے بغیر اس طرح کی باتیں کرتا ہے اور سب کو حق پر اور صراط مستقیم پر جانتا ہے اور حق اور باطل میں تمیز نہیں کرتا تو

وہ زندیق اور ملحد ہے۔

دوسرا کفر طریقت ہے۔ اس میں تو پیر کامل اس مقام پر لا کر سمجھا تا ہے وہاں پر کرنا نہیں ہوتا ہو جاتا ہے۔ وہاں حقیقت کو جب سمجھ لیتے ہیں تو خود بخود نفی ہو جاتی ہے۔ خود کی نفی کرنا بھی کفر ہے کفر کے معنی ہیں چھپانا جسے کسان بیج کو زمین میں چھپا کر کہتا یہ دانہ چھپ گیا۔ تو یہ دھیان رکھیے شریعت کا کافر مردود ہے اور طریقت کا کافر مقبول ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی نفی کر رہا ہے یہاں پر خود کی نفی اللہ کا اثبات کر رہا ہے۔ خود کی نفی کر رہا ہے مگر اس حقیقت کو جان کر اگر حقیقت کو جانے بغیر آپ نفی کر رہے ہو تو گویا خالق کی نفی ہو جائے گی۔ تو آپ نفی تو کر رہے ہیں گویا خالق کی نفی ہو جائے گی۔ تو خالقِ حقیقی کو سمجھتے ہوئے اس مقام کو سمجھتے ہوئے تو یہ کرنا ہوگا۔ یہ بولنا نہیں ہوتا یہ فنائیت کا مقام ہوتا ہے فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ اور یہ

دھیان رکھیے کہ کوئی چار فنا نہیں ہے یہ ایک ہی فنا ہے فنا فی الشیخ ہی فنا فی الرسول ہے فنا فی الرسول ہی فنا فی اللہ ہے اور فنا فی اللہ ہی بقا باللہ ہے۔

اسی لیے سرکار پیر عادل آل بیجا پوریؒ فرماتے ہیں۔

فنا فی الشیخ سے جو بھی بقا اللہ ہوتا ہے
اس کی دست رست میں قدرت کی قدرت
ہوتے جاتی ہے

فنا سے ہو بقا مزہ پھر ملے گا
لگا خود میں غوطا خدا جب ملے گا
فنا میں ہی بقا کا راز پوشیدہ ہے

حضرت وطن شاہ قبلہؒ فرماتے ہیں

ہوا جو تخم سا پائمال تو میں نہال ہوا
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

جب تک ہم کسی پیر کامل سے بیعت نہیں حاصل کیۓ تھے
ہم فنا میں فنا دیکھ رہے تھے اور جب ہم پیر کامل کی صحبت
اختیار کی فنا میں بقا دیکھنے لگے مٹنے میں بننا دیکھنے لگے
مرنے میں جینا دیکھنے لگے پیر کے صدقے میں وہ بقا
دیکھتا ہے۔اگر کہیں پر گڑھا کھودا جارہا کیا جارہا ہے تو
کسی اور گڑھے میں مٹی بھری بھی تو جا رہی ہے ۔لوگ
موت میں موت دیکھ رہے ہیں وہ موت میں حیات بتاتا
ہے۔تو شرک ایک ہی ہے ایسا نہیں ہے کہ چار شرک ہے
شرک کے اقسام الگ الگ ہے۔

شرک جلی شرک فی الاسماء یعنی کہ اللہ کے نام میں کسی کو
شریک کیا تو شرک ہوگا۔شرک فی الافعال اللہ فاعل : اللہ
فاعل حقیقی ہے ہم فاعل مجازی ہے۔

مثلا ہم مسجد میں نماز میں سورہ فاتحہ میں پڑھتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (1) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (2) الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (3) مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (4) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (5) یا اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ۔مگر جیسے ہی ہم مسجد سے باہر نکلتے ہیں ہم ہر ایک سے مدد مانگنا شروع کر دیتے ہیں تو کیا یہ شرک نہیں ہوا یہ شرک نہیں ہوا کیونکہ ہم سمجھتے ہیں ہر مدد اللہ ہی کی جانب سے ہے کیونکہ فاعل حقیقی اللہ ہے دوسرے فاعل مجازی ہے اس کے وسیلے ہیں اگر اس نے سمجھ لیا کہ یہ شخص کی وجہ سے ہی مدد ہے تو شرک فی الافعال ہو گیا کیونکہ اس نے کسی بندے کو فاعل حقیقی سمجھ لیا۔

تو پھر اس کے بعد ہے شرک فی الصفات یعنی اللہ کی صفت میں کسی کو شریک کرنا۔

جیسے اللہ خالق ہے حقیقی ہے اللہ رب العالمین ہے مگر کسی اور کو رب العالمین مان لینا اور خالق مان لینا سمجھ لینا۔ گویا اس کی صفت میں شریک کرنا ہے۔

شرکِ اول

شرکِ جلی شرکِ فی الاسماء

شریعت میں ہر چیز کی ابتدا و انتہا فنا و بقا باسمِ اللہ سے ہے۔ اسم وہ ہے جو ذات پر دلالت کرے علم نحو کے اعتبار سے اسم کسی فعل کا محتاج نہیں بلکہ فعل اسم کا حاجت مند ہے اس لئے از روئے شریعت غیر اسمِ اللہ کو پکارنا یا غیر اسم اللہ کو یاد کرنا شرکِ جلی ہے۔

از روئے طریقت و حقیقت ظہورِ ہژدہ ہزار موجودات عالم آسماء الٰہی کے جلوے ہیں کیونکہ موجود بالذات صرف ذاتِ حق ہے اللہ تعالیٰ کا ہر اسم

اپنا مسمّیٰ و مظہر چاہتا ہے چونکہ آسماء بغیر مظاہر بے اثر
رہتے ہیں۔ جیسا کہ امام ربّانی حضرت مجدّد الف ثانی
شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اللہ تھا اور
کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی اور جب اس نے چاہا کہ
اپنے پوشیدہ کمالات کو ظاہر کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے
کمالِ قدرت سے عالم عدم میں اپنے اسماء میں سے ہر
اسم کے لئے مظاہر میں سے ایک مظہر متعین فرمایا، اور
اس کو مرتبہ حسّ و وہم میں جب چاہا جس طریقہ پر چاہا
پیدا کیا۔

(مکتوباتِ امام ربانی جلد دوم ص ۱۴۱۴)

اس کی مثال تیزی سے گردش کرنے والے نقطہ
اور دائرۂ موہومہ کی سی ہے، موجود تو صرف وہی نقطہ
ہے اور دائرہ خارج میں معدوم ہے۔ وہ خارج میں
کوئی نام و نشان نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود اس
دائرہ نے مرتبہ حسّ و وہم میں ثبوت پیدا کیا ہے۔ اور

اسی مرتبہ میں بطریق ظلّیت اس کو چمک و دمک حاصل ہے۔

اسی لئے صوفیائے کرام کی نظر میں جس نے جملہ ذرّات عالمِ علوی و سِفلی غیب و شہادت کو مظہر اسماء الٰہیہ سے جدا سمجھا' یا دیکھا اس نے دوئی کو لازم کیا پھر توحید کہاں رہی۔ شرک لازم ہوا، جو دو کو موجود جانا پس مشرک ہوا اس لئے اسم سے مسمیٰ کی پیروی کرے۔

حضرت سید افتخار علی وطن صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں۔ جب سالک کی نظر سے اسماء و تعیّنات کا پردہ اٹھ جائے تو پھر اس کو بحرِ الوہیت کے سوائے دوسرا نظر نہیں آتا۔ ہر موجود کو ظہورِ ذات سمجھتا ہے اور جب توحید کا غلبہ ہوتا ہے۔ تو دوئی کی بو تک آنے نہیں دیتا، اس لئے بندہ بھی ذات کا ایک ظہور ہے، جیسا کہ حبابِ دریا ہے ، اگر حباب کو حقیقت دریا کہا جائے تو کیا نقصان ہے۔ بشرط اسم و تعین کا پردہ اٹھا کر کہے تو عین عرفان ہے۔

مقامِ وصل میں سوچو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے
فقط اک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے

حدیث پاک: ایک روز حضور سرکار دو عالم ﷺ سے مشرکوں نے سوال کیا کہ ہم لوگ اپنے ساتھ ایک ایک اللہ متفرق رکھتے ہیں جس کو آپ بت کہتے ہیں اور آپ ایک اللہ کہتے ہیں۔ ایک کیونکر ہوگا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم تمام کی حقیقت کو ایک جان کر ایک دیکھ کر ایک ''اللہ'' کہتے ہیں۔

جب تو مٹے تو ہوگا غریقِ یم وصال
رکھکر خودی خدا کو پکارا تو کیا ہوا

جب دوسرا میں دوسرا موجود ہی نہیں
بت کو اگر میں خدا پکارا تو کیا ہوا

شرکِ دوم

شرکِ خفی شرک فی الافعال

ازروئے شریعت: حق تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اوران دونوں کا پیدا کرنے والا ہے لیکن خیر سے راضی ہے لیکن شر سے راضی نہیں افعال کا پیدا کرنا حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہے اوران افعال کا کسب بندوں کی جانب منسوب ہے۔

ازروئے طریقت وحقیقت: حق تعالیٰ ہی فاعلِ حقیقی ہے۔

يَفْعَلُ اللّٰهُ مَايَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَايُرِيْدُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ

ترجمہ: جو وہ کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔

وَلَا تَتَحَرَکُ ذرَّۃٌ اِلَّا بِاذُنِ اللّٰہِ.

ترجمہ: بغیر حکم الٰہی ایک ذرہ بھی جنبش نہیں کر سکتا۔

کُلُّ یُومٍ ھُوَ فِیُ شَأْنٍ

ترجمہ: ہر وقت وہ ایک نئی شان میں ہے۔

خالقِ افعال کا ہے سب اثر

فاعل مطلق وہی ہے سر بہ سر

شرک ہے کرنا توجہ غیر پر

ہے یہی شرکِ خفی اے باہنر

طریقت و حقیقت میں اپنے اختیار سے اور تمام

عالم کے اختیار سے باہر آنا ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ ایسے تمام حرکات وافعال کہ جن کو وہ اس سے پہلے اپنے اور دوسروں کی طرف منسوب کرتا تھا اور ان کو اپنی طرف سے اور نیز دوسروں کی طرف سے جانتا تھا ان سب کو وہ حق کی طرف نسبت کرنے اور سب کو حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے اور اپنے تمام افعال کو حق کی طرف ایسے خیال کرے جس طرح کنجی کی حرکت کو ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے اور مُردوں کی جنبش کو غسل دینے والے کے ہاتھ کے ساتھ نسبت ہے۔ کسی شئے اور کسی چیز کو کسی غیر حق کی طرف نسبت نہ کرے کہ صوفیاء کرام کے نزدیک اس کا نام شرک فی الافعال ہے۔

شِرکِ سِوُمُ

شرک اخفیٰ شرک فی الصفات

ازروئے شریعت: حدیث پاک میں حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں شرک اس چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے جو اندھیری رات میں کالے پتھر پر چل رہی ہو۔ شریعت میں شرک اخفیٰ کے معنیٰ خدا کے سوا کسی دوسری شخصیت سے نفع اور نقصان کا دیکھنا ہے امید اور ڈر خدا کے سوا کسی دوسری ذات سے کرنا ہے۔ مکاری وریاکاری کی باریکیاں اور بناوٹی پوشیدگی اور غرور اور تکبر کے چھپانے کی کوشش کرنا اور لوگوں کی تعریف سے خوش ہونا اور اپنی مذمت اور برائی سن کر رنجیدہ ہونا ہے۔ ان اوصاف ذمیمہ سے خود کو پاک رکھنا چاہیے۔

ازروئے طریقت و حقیقت: اپنے تمام صفات کو نیز دوسروں کی تمام صفات کو صفاتِ حق جانے اور اپنی ہر صفت اور دوسروں کی ہر صفت کو کہ جس سے مراد علم اور

ارادت' اور مشیت' اور قدرت' اور سمع' اور کلام' وغیرہ ہے۔ جس طرح اسے پہلے اپنی طرف اور دوسروں کی طرف نسبت کرتا تھا اپنی ملکیت اور دوسروں کی ملکیت جانتا تھا سب کو حق کی طرف نسبت کرے اور حق کی صفات جانے۔

حضرت سید افتخار علی وطن صاحب قبلہؒ فرماتے ہیں۔ حقیقت نظر کو دیکھنا اس شرط سے کہ نظر سے حجاب حواسِ حیوانی دور ہوں تاکہ حواسِ انسانی کو پہنچے اور حو اسِ انسانی سے آثارِ رحمانی دیکھنا چاہیے کہ حقیقت بینائی کیا ہے؟ اور اس بینائی میں بینا کون ہے؟ اگر اس کو سمجھے گا تو 'مقامِ محمود' میں پہنچے گا۔ سماعت سے سننا وہ ہے کہ سننے والا کون ہے تمام بشر کے کانوں سے سننے والا ایک ہی ہے اور گویائی سے ہم کلام ہونا وہ کہ شانِ ناطقہ جو کلیم مطلق سے مشتق ہے جاننا چاہیئے کہ ہر لسانِ بشر سے وہی غیب اللسان ناطق ہے جس نے صفات کو

اپنی یا غیر کی طرف یا صفات کو صفات اللہ نہیں سمجھا اس پر شرک فی الصفات لازم ہوگا۔

شرک چھارم

شرک فی الذاتِ حق شرکِ فی الوجود

نہیں حق کے سوا موجود کوئی
یہی مطلب ہے لفظِ ماسوا کا (وطنؒ)

واضح ہو کہ کلمہ لاَ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ میں دو لفظ قابلِ غور ہیں ۔(۱) اِلٰهَ (۲) اللہ ترجمہ اس کلمہ کا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور ''اِلٰــــهَ'' نہیں ہے یعنی ساری کائنات میں ایک ہستی 'اِلٰهَ' ہے اور اس کا نام 'اللہ' ہے۔ جس کو حکماء اپنی اصطلاح میں واجب الذات یا واجب الوجود کہتے

ہیں۔قرآن اسے اپنی اصطلاح میں اِلٰـہَ سے تعبیر کرتا ہے اس کا نام اللہ رکھتا ہے۔اِلٰـــــہَ وہ ہے جو واجب الوجود ہو۔

اللہ کے سوا کوئی 'اِلٰـہَ' نہیں ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی واجب الوجود نہیں ہے۔

واجب الوجود اسے کہتے ہیں جو از خود موجود ہو جس کا ہونا ضروری اور نہ ہونا محال ہو اور جس کا وجود خانہ زاد ہو یعنی جسے غیر نے وجود عطا نہ کیا ہو، جو اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہ ہو جس کا وجود مستقل بالذات اور حقیقی ہو چونکہ واجب کا وجود ذاتی ہوتا ہے اس لئے اس کے کمالات بھی ذاتی ہوں گے، یعنی وہ غنی ہوگا اسے کسی اعتبار سے بھی غیر کی محتاجی نہ ہوگی۔

قرآن حکیم کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوگا

کہ جتنے کمالات اور جس قدر اوصاف اِلٰہ کے ہیں وہی صفات واجب الذات یا واجب الوجود کے بھی ہیں۔ بطورِ نمونہ چند آیات آگاہی کے لئے درج کی جاتی ہیں۔

اِلٰـــــہَ: واجب الوجود

اَللّٰـهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْم لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ

(سورۂ بقرہ آیت ۲۵۵)

اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا اُسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نینداسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں۔

الف: اللہ وہ ہے کہ ساری کائنات میں اس کے سوا کوئی **اِلٰـــہَ** (واجب الوجود) نہیں ہے یعنی اس کی الوہیت کا اقتضاء یہ ہے کہ

ب: وہ خود بخود زندہ ہے اور ساری کائنات اسی کے سہارے قائم ہے۔

ج: اگر وہ نہ ہوتا تو ساری کائنات بھی نہ ہوتی۔

د: اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، یعنی وہ تمام مادی اور جسمانی نقائص اور عیوب سے پاک ہے

ھ: ساری کائنات اس کی خادم مطیعؑ مملوک اور فرما نبردار ہے۔

لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا. ترجمہ: اگر زمین و آسمان میں اللہ کے علاوہ کوئی دوسرا ' اِلٰــــــہَ' (واجب الوجود) بھی ہوتا تو زمین و آسمان دونوں تباہ و برباد ہو جاتے۔

یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ کائنات میں اللہ کے سوا کوئی ہستی اِلٰـہَ یا واجب نہیں ہے جب اللہ ہی اِلٰـہَ ہے واجب الوجود ہے اس کے سوا کوئی واجب الوجود

نہیں ہے تو ساری کائنات یقیناً ''ممکن الوجود'' ہے جسے علم منطق و فلسفہ میں ''ممکن الوجود'' کہتے ہیں۔ قرآن اسے مخلوق کہتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے جو حکماء نے ممکن کی بیان کی ہے۔

ممکن وہ ہے جس کا وجود ذاتی نہ ہو جس کا حقیقت وجود نہ ہو بلکہ عدم ہو جس کا وجود کسی دوسرے پر موقوف ہو جو کسی کے موجود کرنے سے موجود ہو گیا ہو۔ یا یھا الناس انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ھوا لغنی الحمید ترجمہ: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ تو غنی اور حمید ہے یعنی کسی کا محتاج نہیں ہے۔

الف: اللہ تو غنی اور حمید ہے یعنی فلسفہ کی اصطلاح میں واجب الذّات ہے۔

ب: انسان (کائنات) محتاج الی اللہ ہے یعنی کائنات کی ہر شئے اللہ کی محتاج ہے یعنی فلسفہ کی

اصطلاح میں 'ممکن الوجوُد' ہے۔

اللہ واجب ہے اس کی ذات کا تقاضا وجود ہے

ماسوا اللہ ممکن ہے اس کی ذات کا تقاضا عدم ہے اسی لئے قرآن نے اللہ کو حق اور ماسوا اللہ کو باطل قرار دیا ہے۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ واجب کی حقیقت وجود ہے اور ممکن کی حقیقت عدم ہے تو اب یہ سمجھو کہ جس کی حقیقت عدم ہے جب واجب اسے موجود کرتا ہے یعنی خلعتِ وجود عطا کرتا ہے تو اس کا وجود محض عارضی ظلی یا مجازی یا اعتباری یا وہمی ہوتا ہے پورے حقیقت وجود کا اطلاق اسی پر نہیں ہوسکتا اس کا وجود کیا ہے محض ظلی یا موہوم کوئی ممکن حقیقی معنی میں موجود نہیں ہوتا کیونکہ ہو نہیں سکتا حقیقی معنی میں صرف ' اِلٰـہَ' ہی موجود ہے جسے قرآن اللہ کہتا ہے اور اربابِ تصوف اسی صداقت کو جو لا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ میں بیان ہوئی ہے اپنی اصطلاح میں یوں کہتے ہیں۔ لاموجود الا اللہ

خلاصۂ کلام ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا مطلب ہے ۔

الف : لَا وَاجب الوجود اِلَّا اللّٰه یعنی

ب : لَا مُوجُودٌ فِی الْحَقِیْقَةِ اِلَّا اللّٰهُ یعنی

ج : لَا مَوجُودٌ اِلَّا اللّٰهُ

غلط فہمی کا ازالہ: حضرات صوفیاء کرام فرماتے ہیں جب تک تعیّنات کا پردہ پڑا ہوا ہے کوئی شیٔ خدا نہیں ہے کیونکہ ہر متعین شیٔ مقید ہو جاتی ہے ۔ خدا ہر مقید اور متعین سے بری ہے یعنی مطلق ہے ۔ مقید اور مطلق میں غیریت ہے ۔

اس لئے ذاتِ حق ذات اشیاء میں غیریت ہے اگرچہ وجود کے اعتبار سے ہر شیٔ خدا ہے مگر ذات کے اعتبار سے ہر شیٔ غیرِ خدا ہے ۔ اس لئے کسی شیٔ کی طرف اشارہ نہیں کرسکتے کہ وہ شیٔ خدا ہے ۔

اس نازک منطقِ فرق کو ایک مثال کے ذریعہ

سمجھئے حضراتِ صوفیہ یہ نہیں فرماتے کہ "یہ کائنات جلوۂ ذات ہے"۔
بلکہ اس بات کو یوں ادا فرماتے ہیں۔کہ "جلوۂ ذات یہ کائنات ہے"
ایک ناواقف کار کی نظر میں دونوں جملے یکساں ہیں، مگر جو لوگ اس کوچہ سے آشنا ہیں وہ جانتے ہیں کہ دونوں جملوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ "غور کیجئے" جب آپ یہ کہتے ہیں کہ "یہ کائنات" تو آپ پہلے اپنے ذہن میں بھی اور سامع کے ذہن میں بھی کائنات کی ہستی کا اثبات کرتے ہیں، پھر اسے جلوۂ ذات قرار دیتے ہیں۔ اس طرح آپ کائنات اور ذات دو ہستیوں یا دو وجودوں کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اربابِ علم جانتے ہیں کہ یہ "وحدت الوجود" نہیں ہے بلکہ "اتحاد الوجود" ہے جو اسلام کی رو سے کفر و الحاد ہے۔
کائنات جلوۂ ذات نہیں ہے کیونکہ کائنات کا بذات

خود وجود ہی کہاں جو اسے مبداء قرار دیا جائے۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جلوۂ ذات بسبب تعیّنات بشکلِ کائنات نظر آ رہا ہے چونکہ فی الحقیقت موجود ہے اس لئے اس کا اثبات نہ خلافِ عقل ہے نہ خلافِ شرع۔

اگر اس حقیقت کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے تو خود بخود غلط فہمی کا ازالہ ہو جائے گا۔ بحرِ کیف' حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں اللہ کی واحدنیت کے دو معنی ہیں۔ علمائے ظاہر کے نزدیک وحدانیت کے معنی یہ ہیں کہ 'معبود صرف ایک ہے دوسرا کوئی معبود نہیں' ہے۔ حضرات صوفیہ کے نزدیک ایک معنی یہ ہے کہ 'موجود صرف ایک ہے دوسرا کوئی موجود نہیں' ہے۔

منجملہ ان آیات کے جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صرف ایک ذات حق موجود ہے۔

فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه ترجمہ: پس تم جس طرف رخ کرو وہیں اللہ کی ذات موجود ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ ترجمہ: اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ترجمہ: اللہ ہی نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔ (نور کا معنیٰ ہے جو بذات خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کردے یعنی اللہ ہی اس کائنات کی حقیقت ہے)

هُوَالْاَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ . وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيم

ترجمہ: وہی ذات حق ہر شئی کا اول ہے وہی ہر شئی کا آخر ہے وہی ہر شئی کا ظاہر ہے (ہر شئی سے وہی ظاہر ہورہا ہے) اور وہی ہر شئی کا باطن ہے اور وہ ذات پاک ہر شئی کا علم رکھتی ہے۔ اَلَا اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٍ ترجمہ: آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ ہی ہر شئی کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ كُلِّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ.

ترجمہ: اللہ کی ذات کے علاوہ ہلاک و فانی ہے یعنی ذات حق کے علاوہ کوئی شئی حقیقی معنیٰ میں موجود نہیں ہے۔

اسی لئے صوفیاء کرام فرماتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کسی کو (۱) معبودِ حقیقی (۲) مقصودِ حقیقی (۳) مطلوبِ حقیقی (۴) موجودِ حقیقی ماننا شرک ہے۔

اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبودِ حقیقی مان لیا تو یہ بھی شرک ہے،
اللہ کے علاوہ کسی اور کو مقصودِ حقیقی مان لیا تو یہ بھی شرک ہے،
اللہ کے علاوہ کسی اور کو مطلوبِ حقیقی مان لیا تو یہ بھی شرک ہے۔
اللہ کے علاوہ کسی اور کو موجودِ حقیقی، مان لیا تو یہ شرک ہے۔

لا معبود الا اللہ شریعت کا کلمہ ہے۔
لا مقصود الا اللہ طریقت کا کلمہ ہے۔
لا مطلوب الا اللہ یہ حقیقت کا کلمہ ہے۔
لا موجود الا اللہ یہ معرفت کا کلمہ ہے۔

حکایت: حضرت صوفی سرمد شہید رحمتہ اللہ علیہ پر الزام تھا کہ آپ پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے، آپ ' لا اِلٰہَ' سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، آپ کو مجلس کے سامنے بلایا گیا، اس مجلس میں علاوہ اورنگ زیب کے علماء و فضلائے عصر بھی موجود تھے ۔ اورنگ زیب نے علماء کو مخاطب کر کے کہا، ''اس سے کہو کہ کلمۂ طیب پڑھے'' آپ سے کلمۂ طیب پڑھنے کو کہا گیا۔ آپ نے عادت کے موافق، لا اِلٰـــہَ پڑھا، جب علماء نے یہ جملہ نفی سنا تو سخت برہم ہوئے، آپ نے جواب دیا کہ ''ابھی تو میں نفی میں مستغرق ہوں، مرتبہ اثبات تک نہیں پہنچا ہوں اگر ''اِلَّا اللّٰـــہ '' کہوں گا تو جھوٹ ہوگا۔ علماء نے آپس میں طے کیا کہ آپ کا یہ فعل کفر ہے۔ اس فعل سے توبہ لازمی ہے۔ آپ نے توبہ نہ کی علماء نے فتویٰ دیا کہ قتل جائز ہے۔ دوسرے دن آپ قتل گاہ میں لے

جائے گئے۔ جب جلّاد نے چمکتی تلوار لے کر آپ کے پاس آیا۔ آپ اسے دیکھ کر مسکرائے نظر اٹھائی اور نظر ملائی اور یہ تاریخی الفاظ فرمائے ’’میں تیرے قربان ہوں ۔ آ ۔ آ کہ جس صورت میں بھی آئے میں تجھ کو خوب پہچانتا ہوں۔

شہادت کے بعد آپ کے سر سے تین بار ’لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه ‘ کی آواز سنائی دی۔ آپ کے سر نے صرف کلمہ ہی نہیں پڑھا بلکہ کچھ دیر حمد باری تعالیٰ میں بھی مصروف رہا۔

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی
معرؔوف پیر مدظلہ العالی

اہلِ سلسلہ حضرت پیر فہمیؔ مدظلہ العالی کے خدمات

TASANEEF

Hazrat Khwaja Sufi Shaikh Mohammed Farooque Shah Qadri Al-Chishti
Adil Fehmi Nawazi **MAROOF PEER** Madzillahul Aali

ASTANA-E-MAROOF PEER

Maddikunta Village, Sadashiv Pet Mandal,
Dist. Sangareddy, Hyderabad, Telangana.

Contact : +91 9967 9857 02